سانحۂ راولپنڈی...... چند سوالات

مولانا فضل الرحیم اشرفی
مہتمم: جامعہ اشرفیہ، لاہور

سانحہ راولپنڈی نے ایک بار پھر ثابت کردیا کہ یہ ملک سامراجی قوتوں کے نشانے پر ہے اور یہ قوتیں کبھی بھی اس ملک کو پھلتا پھولتا اور ترقی کرتا ہوا نہیں دیکھ سکتیں۔ ہمارے اکابر نے تو اس دن سے کہنا شروع کردیا تھا، جب امریکا نے افغانستان پر اپنے قدم جمانے کا فیصلہ کیا تھا کہ امریکا کا اصل ہدف افغانستان نہیں بلکہ پاکستان ہے، افسوس ہمارے مغرب پرست حکمرانوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی اور آج اس کا خمیازہ پوری قوم بھگت رہی ہے، اس بار امید تھی کہ محرم آرام وسکون سے گزر جائے گا مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ہمارے بہت سارے احباب، کالم نگار، تجزیہ نگار اور اینکر پرسن اس سانحے کے مختلف پہلوؤں پر بات کرچکے ہیں، مگر ہم یہاں صرف چند سوال اٹھائیں گے اور ان سوالات کی روشنی میں اس سانحے کے اصل حقائق اور وجوہ جاننے کی کوشش کریں گے۔

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ جب انتظامیہ کو یہ معلوم تھا کہ اس بار دس محرم جمعہ کے دن آرہی ہے تو انتظامیہ نے متاثرہ مدرسہ "دارالعلوم تعلیم القرآن" کے لئے سیکورٹی کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ انتظامیہ کو معلوم تھا کہ ایک طرف نمازی جمعہ کے لئے آئے ہوں گے اور دوسری طرف جلوس نکل رہا ہوگا تو تصادم کا واضح خطرہ تھا، مگر اس کے باوجود انتظامیہ نے نہ جلوس کا روٹ تبدیل کیا، نہ جلوس کی آمد کی ٹائمنگ میں تاخیر کی اور نہ ہی متاثرہ مدرسے کے باہر مناسب سیکورٹی کا انتظام کیا تو اس صورتحال میں کہ جب آپ شر پسند عناصر کو کھلی چھوٹ دے رہے ہیں تو اس طرح کے سانحے کا پیش آنا کوئی بعید از قیاس نہیں تھا۔

دوسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب گزشتہ دس بیس سالوں سے جلوس دارالعلوم تعلیم القرآن کے سامنے ہمیشہ تین بجے یا اس کے بعد پہنچتا تھا تو اس بار یہ جلوس ڈیڑھ بجے کیوں پہنچا؟ کیا اس لئے کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی کہ ڈیڑھ بجے نمازی حضرات بھی نماز جمعہ کے لئے آرہے ہوں گے اور ادھر سے جلوس کو بھی مدرسے کے سامنے پہنچا دیا جائے گا، تاکہ شر پسند عناصر اپنی مرضی کا کھیل، کھیل سکیں، کیا یہ صورتحال واضح نہیں کررہی کہ یہ سب کچھ پہلے سے طے تھا اور یہ سارا ڈرامہ ایک منظم سازش کی صورت میں رچایا گیا۔

تیسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ اہل تشیع کے جلوسوں کے جو روٹس متعین ہیں، وہ انگریز دور کے چلے آرہے ہیں اور انگریز نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ان جلوسوں کے ایسے روٹس متعین کئے تھے جن پر تصادم کا واضح خطرہ تھا اور یہ انگریز کی ایک کھلی

سازش تھی، تاکہ اہل سنت اور اہل تشیع کو باہم دست وگریباں کیا جائے، مگر سوال یہ ہے کہ ہماری انتظامیہ اتنی نااہل، بے حس، لاپرواہ اور غافل ہے کہ اسے آج تک یہ عقل ہی نہیں آئی کہ جن روٹس کو انگریز نے متعین کیا تھا، انہیں تبدیل ہی کردیتی یا کم ازکم ان روٹس کی نگرانی کے لئے پولیس اہلکار یا CCTV کیمرے نصیب کردیتی، ہماری انتظامیہ میں کوئی ایسا صاحبِ عقل وشعور نہیں ہے جو اس سازش کو سمجھ سکے اور ان جلوسوں کے روٹس تبدیل کر کے ایسے واقعات کی شدت کو کم کرسکے۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ جب بارہا ایسے واقعات سامنے آچکے ہیں اور سینکڑوں جانیں ایسے خونی واقعات کی نذر ہوچکی ہیں تو حکومت اس مسئلے کو جڑ سے ختم کیوں نہیں کرتی؟ علماء کی طرف سے بارہا یہ تجویز پیش کی جاچکی ہے کہ ایسے واقعات کا سدِ باب صرف اور صرف یہ ہے کہ ہر مسلک وفرقے کی عبادت کو اس کی عبادت گاہ کے اندر تک محدود کردیا جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، لیکن افسوس علماء کی اس سنجیدہ پیشکش کو خوشدلی سے قبول نہیں کیا گیا، جس کا نتیجہ سانحہ راولپنڈی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے، اگر حکومت علماء کی ان سنجیدہ کاوشوں کو قبول کرلیتی تو آج پوری قوم اس صدمے سے دوچار نہ ہوتی۔

پانچواں سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا حضرت حسینؓ صرف ایک فرقے کے ہیں؟ کیا ان کی شہادت کا سارا کا سارا غم اسی ایک فرقے کو ہے اور کیا اہل سنت کو حضرت حسینؓ کی شہادت کا کوئی غم نہیں، قطعاً ایسی بات نہیں، بلکہ اہل سنت کو بھی شہادت حسینؓ کا اتنا ہی غم ہے، جتنا کسی اور کو ہے تو پھر کچھ لوگ دس محرم کو سڑکوں پر آکر کیوں واویلا مچاتے ہیں؟ جب حسینؓ سب کا ہے تو ان کی شہادت کا غم بھی مشترکہ ہونا چاہئے اور ان کے غم کو منانے اور ان کی تعزیت کے لئے ہمیں اسلامی حدود سے باہر نہیں جانا چاہئے اور یہی پیغام تھا شہادت حسینؓ کا، لیکن شاید کچھ حضرات خود کو حضرت حسینؓ کی شہادت کے غم کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور ان کی شہادت کا ماتم کرنے کے لئے تمام اخلاقی اور اسلامی حدود کو پھلانگتے ہوئے زمانہ جاہلیت کی تصویر بن جاتے ہیں۔

اور سب سے اہم سوال یہ ہے کہ جب کٹر اہل تشیع والے ممالک میں ایسا کچھ نہیں ہوتا، نہ وہاں جلوس نکلتے ہیں، نہ ماتم کیا جاتا ہے، نہ راستے بلاک کئے جاتے ہیں، نہ سڑکیں ویران کی جاتی ہیں، نہ پھاٹک بند کئے جاتے ہیں اور نہ نظامِ زندگی درہم برہم کیا جاتا ہے تو اس ملک میں ایسا کیوں کیا جاتا ہے، لوگوں کو گھروں میں محبوس کیوں کردیا جاتا ہے، بازار بند کیوں کروائے جاتے ہیں اور عوام کو اپنے گھروں کے اندر قید کیوں کردیا جاتا ہے؟؟

یہ سب ایسے سوال ہیں کہ اگر ان کے جوابات ڈھونڈنے کی کوشش کرلی جائے تو آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کی جاسکتی ہے اور آئندہ ایسے دردناک سانحات سے بچا جاسکتا ہے اور ایک اہم بات یہ کہ کچھ عرصے سے اس ملک میں ایک صلح پسند، پرامن اور خاموش اکثریت کے ساتھ تسلسل سے ظلم وزیادتیاں اور ناانصافیاں ہورہی ہیں، مگر حکومتی سطح پر کوئی ایکشن لیا جاتا ہے اور نہ ہی اس ظلم کی روک تھام کے لئے کوئی منصوبہ بندی کی جاتی ہے، اس لئے یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ آج تک یہ خاموش اکثریت ملک وقوم کے مفاد میں خاموش رہی اور خاموشی سے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کو دیکھتی، سنتی اور برداشت کرتی رہی لیکن صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے........................☆☆